General Instructions

1. Give numbering to headings
2. Do not write lengthy paragraphs. Write medium sized paragraphs with headings.
3. Do not use table for comparison and contrast questions.
4. Draw figures/diagram/flowchart where needed.
5. Start new question from fresh page.
6. Give around 15 headings for 20 marks question.
7. Every question should have introduction and conclusion paragraphs.
8. Add Quran/Hadees references wherever possible.
9. Narrate incidents from the life of Holy Prophet (SAWW) and Khulafa-e-Rashideen.
10. Add one quotation of famous religious scholar in each question.
11. Change colour scheme for references to give them more visibility.
12. Manage time
13. Wide page borders are discouraged. Should be reasonable.
14. Avoid writing wrong references.
15. Give more weightage to expressedly asked part/s of the question.
16. Avoid writing wrong Quran/Hadith references. It puts extremely negative impression.

23

سوال 2:

تعارف:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کے پیدا ہونے سے لے کر موت تک تمام زندگی پر رہنمائی کرتا ہے زندگی کے اخلاقی، روحانی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ آخرت کی زندگی کے بارے میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کے عقائد میں عقیدہ آخرت بھی اول کا حصہ ہے۔ اور مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک دوسری دنیا جس میں انسان داخل ہوتا ہے اس سے وہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے دنیا میں نیک کام کرتا ہے جس سے اس کے زندگی اور ساتھ ہی معاشرہ پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور معاشرہ اسلامی اصولوں کے مطابق ترقی کرتا ہے اور فلاح و بہبود ہوتی ہے۔

عقیدہ آخرت کی تعریف:

عقیدہ آخرت سے مراد موت کے بعد کی دوسری زندگی پر ایمان رکھنا کہ اس زندگی میں جو اعمال کیے ہیں اور جو بیج بوئے ہیں۔ اس کا حساب دنیا میں روز محشر کے دن دینا ہے جس کا خیال [illegible] جواب دہ ہونا ہے۔ یہ بنیادی عقائد کا اہم عقیدہ ہے۔ ایک جہان سے دوسرے جہان میں داخل ہونے کا نام ہے یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ایک روز یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ اور خدا کا [illegible] [illegible] ہوگا

عقیدۂ آخرت کی قرآن پاک کی رو سے اہمیت:

قرآن پاک میں جا بجا اس عقیدہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس وجہ سے وہ دنیا کی لذتوں میں پڑ کر صحیح غلط کا فرق بھول جاتے ہیں۔ اور مال و دولت کی حوس بڑھ جاتی ہے۔ مگر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"کل نفس ذائقة الموت"

ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(سورۃ البقرہ)

مفکرین کی رو سے آخرت کا یقین:

عقیدۂ آخرت پر محض مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم مفکرین بھی رکھتے ہیں۔ اور سائنس کی رو سے غیر مسلم سائنسدان بھی اس بات کو ماننے پر مجبور ہیں کہ ایک دن یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔

"ساری کائنات ایک دن اپنا
توازن کھو دے گی اور نتیجتاً
تمام اشیاء ایک دوسرے سے ٹکرا
کر تباہ ہو جائیں گی۔"

(Big Crunch Theory)

عقیدۂ آخرت کے تی عقائد:

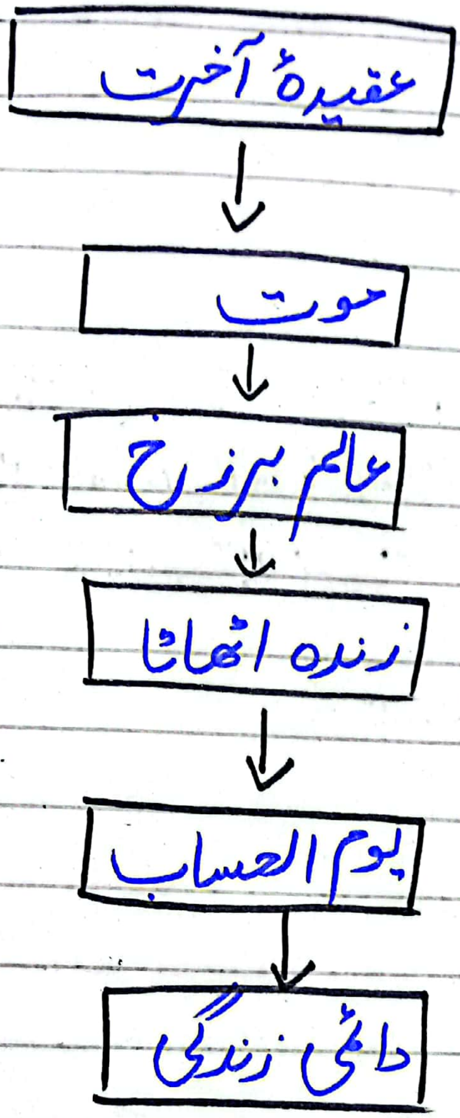

موت:

اس دنیا میں اپنا مقررہ وقت گزارنے کے بعد انسان اس دنیا میں جب کوچ کرتا ہے تو پہلا مرحلہ موت کا ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

كل نفس ذائقة الموت

ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(سورۃ البقرہ)

عالم برزخ :

موت کے بعد انسان کا اس دنیا سے دوسری دنیا میں پردہ ہو جاتا ہے۔ وہاں وہ قیامت تک اس کی روح وقت گزارتی ہے۔ نیک روحوں کو کے نامۂ اعمال علیین میں ہیں۔ اور بری روحوں کے سجین میں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

"نیک روحوں کے نامۂ اعمال علیین
میں ہیں اور بدکاروں کا نامۂ
اعمال سجین میں۔"

(سورۃ المطففین)

زندہ اٹھانا :

جس روز صور پھونکا جائے گا۔ تمام اشیاء اور کائنات ختم ہو جائے گی۔ اس روز تمام مردے زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے دربار میں اس کی عدالت میں پیش ہوں گے اور اپنے اعمال کا جواب دیں گے۔

الیس ذلك بقدر علی ان یحیی الموت
کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ
مردوں کو پھر سے زندہ کر دے

(سورۃ قیامہ)

CamScanner

یوم الحساب:

روز قیامت تمام لوگ اپنے نیک اور برے اعمال کا جواب دیں گے۔ سب کی ذرہ برابر نیکی یا برائی اس دن ان کے سامنے آجائے گی۔ ان کے نامہ اعمال سب کے سامنے ہوں گے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔
ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔

جو ذرہ برابر بھلائی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا۔

(سورۃ الزلزال)

دائمی زندگی:

ترازو میں سب کے اعمال رکھے جائیں گے۔ جنہوں نے نیک اعمال کیے ہوں گے وہ سب جنت میں جائیں گے۔ جنہوں نے برے کام کیے ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو نافرمانی کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(سورۃ النساء)

CamScanner

عقیدۂ آخرت کے فرد اور معاشرے کی زندگی پر اثرات:

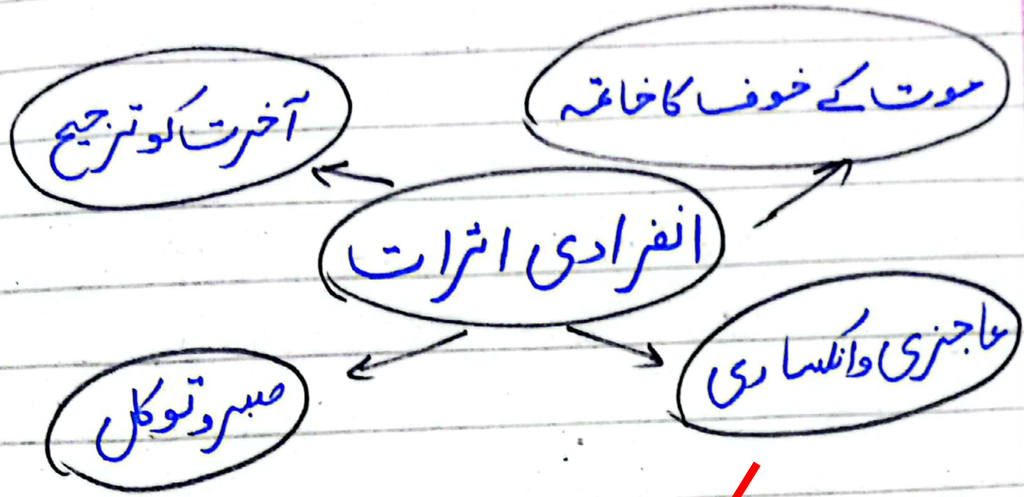

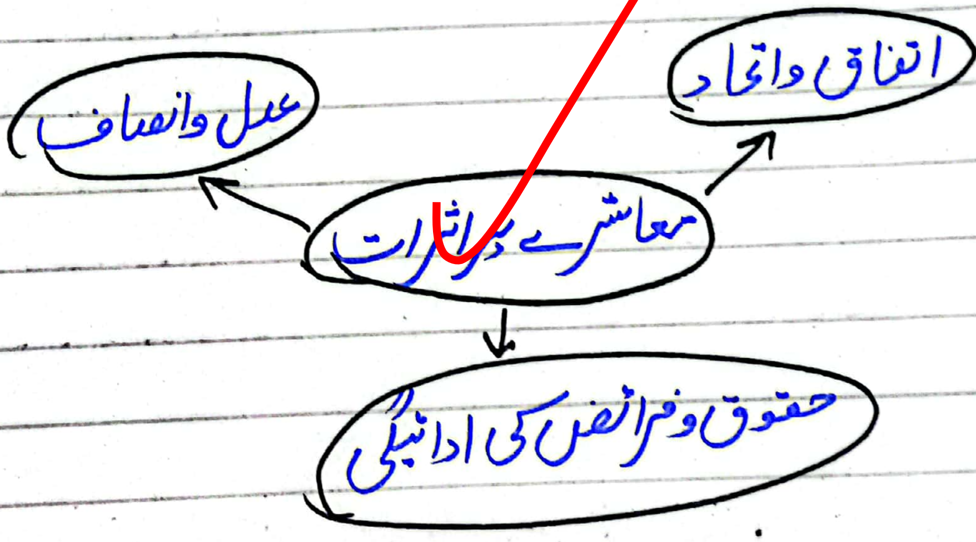

عقیدۂ آخرت کے انفرادی اثرات:

1۔ موت کے خوف کا خاتمہ:

آخرت پر ایمان لانے کے بعد انسان کا موت کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں سات زندگیوں کا تصور ہے جو کہ انسان کو مایوس اور ذہنی پریشان کر دیتا ہے۔ لیکن اسلام کے عقیدۂ آخرت سے یہ جاننے کے بعد کہ اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں انسان داخل

ہوگا تو انسان پرسکون ہو جاتا ہے۔

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

آخرت کو ترجیح:

دوسری دنیا کے تصور اور قرآن پاک میں جنت کے بارے میں بتائی ہوئی آیات پڑھ کر انسان اس دنیا میں رہنے کی خواہش کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں محض اس دنیا کا بتایا گیا ہے۔ آخرت اور موت کے بعد کی تعلیمات غیر واضح ہے۔ جبکہ قرآن میں اللہ نے واضح طور پر اس زندگی کا بتایا ہے جو کہ دائمی ہے اور دنیا کی زندگی محض فریب ہے اس سے انسان اس دنیا میں لگاؤ کی بجائے آخرت کو ترجیح دیتا ہے۔

"واعلموا انکم ملقوہ"
اور جان رکھو اس کے پاس
حاضر ہونا ہے۔
(سورۃ البقرہ)

عقیدہ آخرت کے معاشرے کی زندگی پر اثرات

حقوق و فرائض کی ادائیگی:

جب انسان اس دنیا کی حقیقت جان لیتا ہے تو وہ اس دنیا میں کسی کا حق نہیں رکھتا۔ اپنے تمام حقوق و فرائض پورے کرتا ہے تاکہ اس دنیا میں خدا کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اے قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ قیامت
کے روز تم خدا کے سامنے اس حالت میں
آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ
لدا ہو جبکہ دوسرے لوگ سامان
آخرت لے کر پہنچیں۔ اگر ایسا ہوا تو
میں اس دن خدا کے سامنے تمہارے
کچھ کام نہ آسکوں گا۔
(خطبہ حجۃ الوداع)

عدل وانصاف:

حقوق و فرائض کی ادائیگی کے ساتھ
انسان اس دنیا میں دوسرے افراد کے ساتھ عدل
کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ کسی کے ساتھ
ناانصافی نہیں کرتا کہ اسے کہیں روز آخرت خدا کی
رحمت سے محروم نہ ہونا پڑ جائے۔

خلاصہ:

عقیدہ آخرت اسلام کا اہم عقیدہ ہے جو آخرت
کے بارے میں مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ اور دوسری
زندگی اور موت کے بعد کے واقعات کا بتاتا ہے۔ اس
کے انسانی زندگی اور معاشرتی زندگی پر بہت اثرات
مرتب ہوتے ہیں۔ اور نیک معاشرے کی بنیاد پڑتی ہے
دوسرے مذاہب میں موت کے بعد کی زندگی کے
بارے میں غیر واضح تعلیمات ہیں جس سے انسان
مایوسی کی طرف جاتا ہے خدا کی بتائی تعلیمات پر
عمل کر کے انسان اس دنیا اور دوسری دنیا میں بھی
سرخرو ہوتا ہے۔

سوال 5:

تعارف:

حضرت محمدؐ نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور اسلام کو رحمت والا دین بنایا۔ جس کا مطلب ہی سلامتی ہے۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ بہت سے مسائل میں جکڑ گئی۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی دی گئی تعلیمات کو بھلا کر برائی کے راستے پر چل پڑے۔ اندرونی مسائل کے علاوہ اسلام دشمن عناصر نے بھی بھرپور کوشش کی کہ اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دیا جائے اور امت مسلمہ میں پھوٹ ڈلوائی جائے۔ انہی تمام سازشوں سے مسلمان بہت سے مسائل میں مبتلا ہیں۔ اور انہیں اسلاموفوبیا اور انتہا پسندی جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ ان میں سے امت مسلمہ کو سب سے بڑا چیلنج انتہا پسندی کا ہے۔ موجودہ دور میں اس پر قابو پانے سے اسلاموفوبیا اور دیگر عصری مسائل بھی ختم ہو سکتے ہیں۔

امت مسلمہ کو درپیش مسائل:

عصر حاضر میں امت مسلمہ بہت سے مسائل سے گزر رہی ہے۔ اندرونی نااتفاقی کے ساتھ ساتھ بیرونی سازشوں میں بھی گھری ہوئی ہے اور تمام اسلامی ممالک کے سربراہان خواب غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ اندرونی مسائل معاشی مسائل عسکری، انتہا پسندی، اسلاموفوبیا، تعلیمی مسائل

اور معاشرتی مسائل میں لوگ گھرے ہوئے ہیں۔

امت مسلمہ کا سب سے بڑا مسئلہ: انتہا پسندی

دنیا میں 57 اسلامی ممالک ہیں اور دنیا کا ہر پانچواں شخص مسلمان ہے۔ وسیع قدرتی ذخائر سے مالامال ہیں لیکن پھر بھی ان کے درست استعمال نہ ہونے کی وجہ سے آپسی مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ امت مسلمہ کا سب سے بڑا مسئلہ انتہا پسندی ہے۔ اس میں اندرونی اور بیرونی عناصر شامل ہیں۔ جو انتہا پسند اقدامات سے پوری دنیا میں مسلمانوں کا برا تصور پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں دہشت گرد بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اسلاموفوبیا بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔ جو اسلام اور مسلمانوں کی ساکھ کو خراب کر رہا ہے۔ لیکن اگر انتہا پسندی اور اندرونی مسائل کو حل کیا جائے تو دنیا میں مسلمان ایک امن پسند قوم کے طور پر ابھریں گے۔ اور لوگ مسلمانوں کو عملی طور پر اسلامی کے درست اصولوں پر عمل کرتے دیکھ کر اپنی رائے بدل لیں گے۔

عصری صورتحال میں انتہا پسندی کے محرکات:

انتہا پسندی کو عربی میں "غلو" کہتے ہیں۔ جس سے مراد ہے حد سے گزر جانا۔

اور غلو کمی اور کوتاہی کی ضد ہے۔
جس سے مراد حد سے گزر جانا ہے۔

اور حق کی اور زیادتی کے درمیان
واقع ہوتا ہے۔ اللہ کا دین شدت
پسندی اور کمی کے درمیان ہے۔

(امام رازی)

عصر حاضر میں اللہ کے دین کو شدت پسند بنانے کے لیے اندرونی مسائل اور اسلام دشمن عناصر انتہا پسندی کو پھیلا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دوسرے لوگوں کو بھی ایسے اقدامات کرنے پر اکساتے ہیں۔

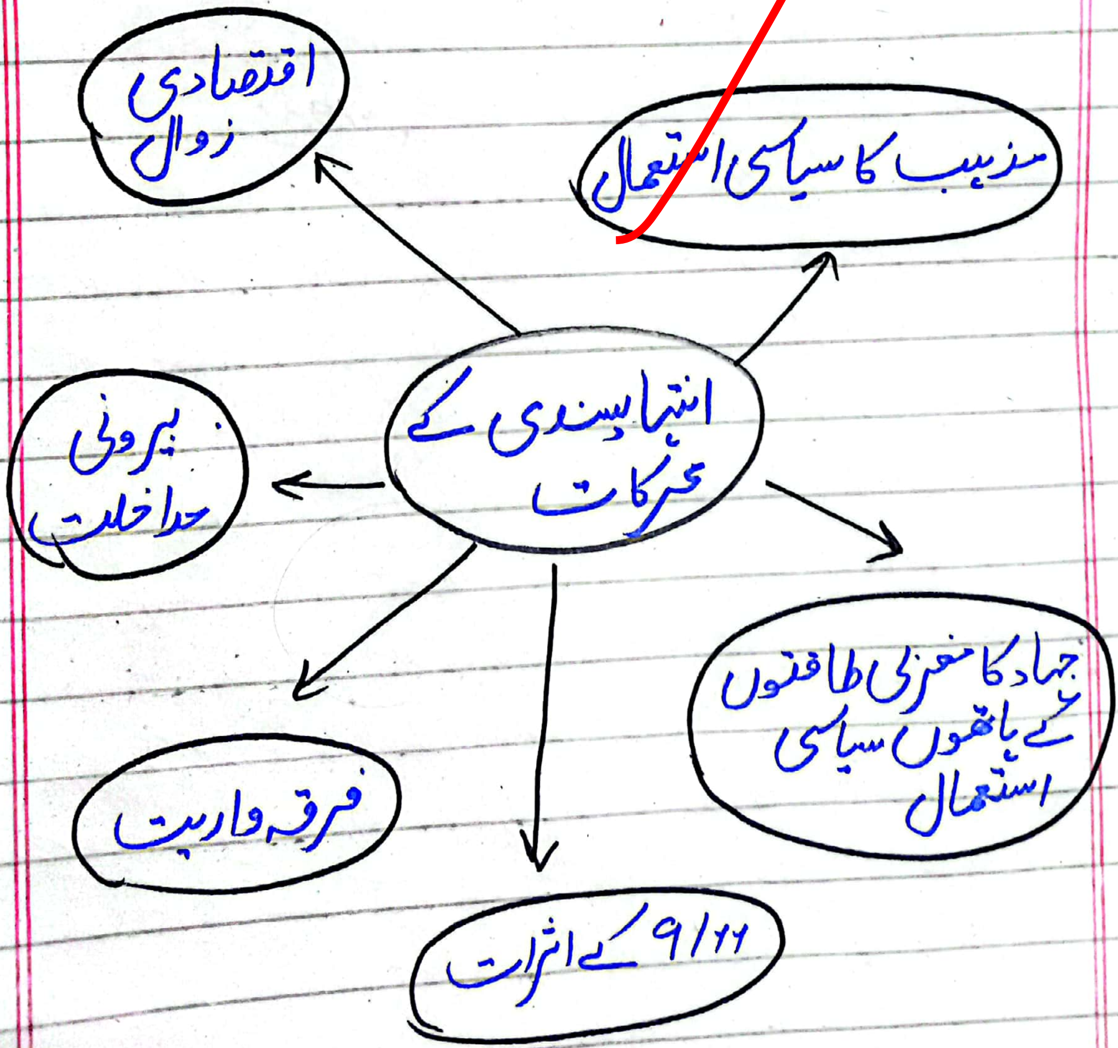

مذہب کا سیاسی استعمال:

انتہا پسندی کے محرکات میں سب سے اہم وجہ مذہب کا سیاسی استعمال ہے۔ اور یہ عصر حاضر میں امت مسلمہ کو درپیش مسئلہ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے جذبات کو استعمال کر کے سیاستدان اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔ اور لوگ مزید مذہبی انتہا پسندی کی طرف جا رہے ہیں۔ ایسی جماعتیں بنا چکے ہیں۔ اور دوسروں کو دشمن قرار دیتے ہیں۔ 1948ء سے **مذہب کارڈ** کا استعمال ہو رہا ہے۔ اور مختلف جماعتیں اسے استعمال کر کے اپنے سیاسی مفادات پورے کر رہی ہیں۔

جہاد کا مغربی طاقتوں کے ہاتھوں غلط استعمال:

1980ء میں سوویت یونین کے خلاف جنگ کرنے کے لیے امریکہ اور سعودی عرب نے جہاد کا غلط استعمال کیا۔ جنگجوؤں کو مجاہد قرار دیا۔ پوری دنیا سے جنگجو جنگ کے لیے جنوبی ایشیا آئے۔ اور یہ کہا گیا کہ ایک مسلمان ملک کو غیر مسلموں کے ہاتھ نہیں جانے دیں گے۔ جبکہ اس کے سیاسی مقاصد تھے۔ امریکہ کی سوویت یونین سے سرد جنگ اور سعودی عرب کی سوویت یونین کو وہی شکست دینے کا منصوبہ تھا کہ وہ سعودی عرب تک پیش قدمی نہ کرے۔ اسلامی جہاد کے اس غلط تصور نے بہت برے اثرات مرتب کیے اور طالبان کو بنانے کے بعد انہیں دہشت گرد قرار دیا گیا۔ جس سے مسلم ممالک میں انتہا پسندی میں اضافہ ہوا۔

فرقہ واریت:

انتہا پسندی کے محرکات میں بڑا مسئلہ فرقہ واریت کا ہے۔ اسلام کے مختلف فرقہ جات بن چکے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر کافر ہونے کے فتوے لگاتے ہیں اور اسلام کی درست تعلیمات کو بھلا چکے ہیں۔ فرقہ واریت کو امت مسلمہ میں فروغ دینے کے لیے غیر مسلم طاقتیں بھی برابر کے شریک ہیں جو کسی مسلک کو فنڈ دیتی ہیں اور دوسرے کے خلاف استعمال کرتی ہیں تاکہ مسلمان آپسی مسائل میں ہی گھرے رہیں۔

بیرونی مداخلت:

انتہا پسندی کے پھیلانے میں بڑا ہاتھ بیرونی دشمنوں کا بھی ہے جو چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ اپنے پیروں پر کھڑی نہ ہو سکے۔ ہمیشہ سے مسلم ممالک میں مغرب کا عمل دخل ہے۔ اور وہاں کے حکمران مغربی تسلط میں ہیں۔ معاشی مارکیٹوں پر مغرب کا قبضہ ہے۔ اور اپنی سازشوں سے مسلم دنیا کو الجھائے ہوئے ہے۔ جس وجہ سے امت مسلمہ بہت مسائل سے گزر رہی ہے۔

”انتہا پسندی کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں بشمول ذاتی، سماجی مذہبی، سیاسی لیکن بیرونی مداخلت سب سے زیادہ خطرناک ہے۔“

(Robert A. Pape)

اقتصادی زوال:

جب ملک کی اقتصادی حالت خراب ہو جاتی ہے اور وہاں غربت، بے روزگاری بڑھ جاتی ہے، تو لوگ بھوک اور افلاس سے لڑتے ہوئے انتہا پسند بن جاتے ہیں۔ اور ان میں برداشت کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں انتہا پسندی جنم لیتی ہے۔ اپنے حالات کا غصہ دوسروں پر اتارتے ہیں۔

"جب بھی تاریخ میں آگے
بڑھنا مشکل ہو جاتا ہے تو لوگ
ماضی کی طرف دیکھنا شروع ہو
جاتے ہیں۔ تب ان کو دبیجھے
ان کے سامنے مذہب کھڑا
نظر آتا ہے"۔

(محمد ہیکل: آیت اللہ کی واپسی)

انتہا پسندی اور دیگر عصری مسائل سے نمٹنے کے لیے حل:

امت مسلمہ بے شمار مسائل بھی موجودہ وقت میں گھری ہوئی ہے۔ جن میں سب سے بڑا مسئلہ انتہا پسندی کا ہے۔ لیکن درج ذیل اقدامات پر عمل کر کے ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور اسلام بشمول امت مسلمہ دنیا میں عروج پا سکتے ہیں۔

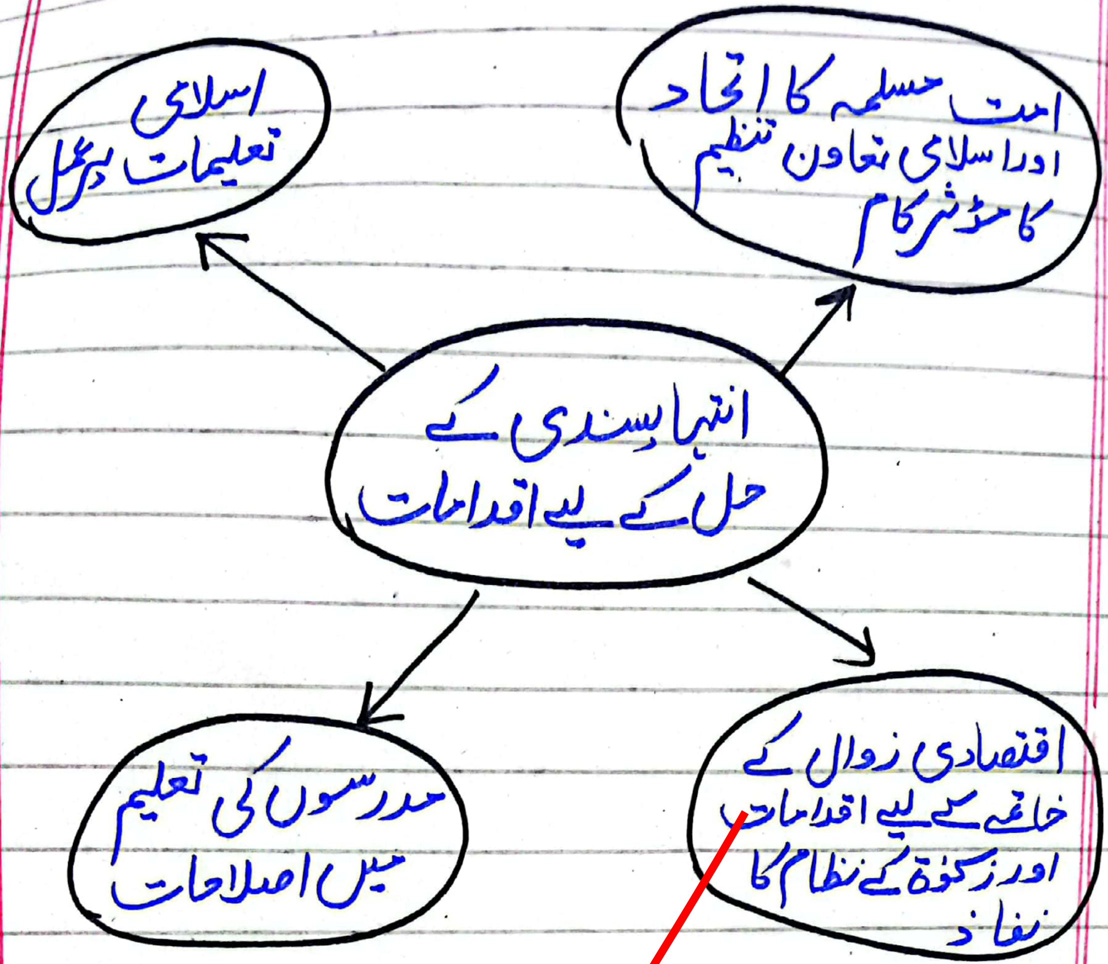

اسلامی تعلیمات پر عمل:

اللہ کی دی گئی تعلیمات پر عمل کر کے لوگ انتہا پسند اقدامات سے رک سکتے ہیں۔ تبلیغ سے لوگوں کو اسلامی شعور دیا جا سکتا ہے۔ جس سے لوگ ان سازشوں سے دور رہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

واعتصموا

"واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقو"

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

(سورۃ آل عمران)

CamScanner

اسلامی تعاون تنظیم کا درست استعمال اور امت مسلمہ کا اتحاد:

موجودہ صورتحال میں امت مسلمہ کو یکجا ہونے کی ضرورت ہے۔ اپنے مسائل ملا کر اکٹھے ہو کر اسلام دشمن عناصر کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ فلسطین اور مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لیے اور مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لیے اسلامی تعاون تنظیم کے درست استعمال کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہاں سے اپنی آواز بلند کی جا سکے۔

اقتصادی ترقی کے لیے اصلاحات اور زکوٰۃ کا نفاذ:

اُمت مسلمہ کو ایک طاقت بنانے کے لیے اسلام کے معاشی نظام کو لاگو کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشی ترقی سے انتہا پسندی اور مغربی تسلط سے آزادی مل سکے۔ مزید یہ کہ زکوٰۃ کے نظام کے نفاذ سے بھی لوگوں کی مشکلات میں کمی آ سکتی ہے جس سے وہ انتہا پسندانہ اقدامات سے دور رہیں۔

خلاصہ:

امت مسلمہ کو درپیش مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ انتہا پسندی کا ہے جس سے وہ اندرونی معاملات میں تباہ حالی کا شکار ہیں۔ بیرونی عناصر اور مغرب کی سازشوں سے مسلمان بہت سے مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات اور اتحاد سے امت مسلمہ اپنا کھویا ہوا تشخص واپس پا سکتی ہے۔ اور ان مسائل کو حل کر کے اسلامی نظام نافذ کر سکتی ہے۔